سورة بني اسرائيل

آيات ٢٦ - ٣٥

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾
وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع
وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا
يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

سورت کے تعارف میں ....

- اس سورت میں اخلاق و تمدن کے وہ اہم اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنا دعوت محمدی کے پیش نظر تھا گویا یہ اسلام کا منشور تھا جو اسلامی ریاست کے قیام سے ایک سال پہلے اہل عرب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ یہ خاکہ ہے جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ملک کی اور پھر پوری انسانیت کی زندگی کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔
- عقائد، اخلاق اور معاشرت میں رہنمائی کے حوالے سے یہ ایک جامع اور کامل سورت ہے

اسلامی نظام حیات کے اس منشور کی دفعات سورت کی ان آیات میں .....

وَ اٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

وَ اٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ - اور تو دے قرابت والے کو اس کا حق

اٰتٰی یُؤْتِیْ ، اِیْتَآءٌ: دینا

ذَا (مضاف): والا

اَلْقُرْبٰی: رشتہ دار، قرابت والا

وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ - اور مسکین کو اور مسافر کو بھی

اِبْنَ السَّبِیْلِ: راستے کا بیٹا، یعنی مسافر

وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۔ اور نہ کر فضول خرچی جیسے فضول خرچی کی جاتی ہے

بَذَّرَ یُبَذِّرُ ، تَبْذِیْرًا: بیج بکھیرنا، فضول خرچی کرنا (II)

تَبْذِیْرًا مصدر کو تاکید کے لیے لایا گیا

اِسْرَاف: کے معنی بھی فضول خرچی (حدِ اعتدال سے بڑھ جانا)

تَبْذِیْر: جس طرح بیج بکھیرا جاتا ہے اس طرح اگر مال و دولت بکھیرا جائے (بے دریغ) تو یہ تبذیر ہے۔ یہ اسراف سے بھی مذموم ہے

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا - بیشک فضول خرچی کرنے والے ہیں

مُبَذِّرٌ اسم الفاعل۔ فضول خرچی کرنے والا

اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ - شیطانوں کے بھائی

اِخْوَان: اَخٌ کی جمع (بھائی)

وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ - اور ہے شیطان

لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا - اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا

كَفُوْرًا: كُفْرًا مصدر سے صفت مشبہ (بہت ناشکرا)

وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا ﴿۲۸﴾

وَاِمَّا - اور جب کبھی/اگر

اِمَّا : اِنْ ، اور مَا کا مرکب- (اِنْ شرطیہ = اگر، مَا زائدہ، جس کے کوئی معنی نہیں)

تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ - تم اعراض کرو اُن سے

اَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضًا : اعراض کرنا (IV)

ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ - ایسی رحمت کی تلاش کرنے میں

اِبْتَغَى يَبْتَغِي ، ابتِغاءً : چاہنا، تلاش کرنا (VIII)

مِّنۡ رَّبِّكَ - اپنے رب سے

تَرۡجُوۡهَا - تو امید کرتا ہے جس کی

رَجا يَرْجُوْ ، رَجَآءٌ : امید رکھنا، توقع رکھنا

ایسی امید/گمان جس خوشی ملنے کا امکان ہو

اردو میں : رِجاء (امید)، رجائیت (امید دلانے کا عمل)

فَقُلۡ لَّهُمۡ - تو کہو ان سے

قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا - نرم بات

يَسِرَ يَيْسَرُ ، يَسَرًا : آسان ہونا

مَيْسُوْرًا : (يَسَرًا سے اسم مفعول) - آسان، نرم

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾

رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق فضول خرچی نہ کرو

فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے

اگر اُن سے (یعنی حاجت مند رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں سے) تمہیں کترانا ہو، اس بنا پر کہ ابھی تم اللہ کی اُس رحمت کو جس کے تم امیدوار ہو تلاش کر رہے ہو، تو انہیں نرم جواب دے دو

(iii) Give to the near of kin his due, and also to the needy and the wayfarer. (iv) Do not squander your wealth wastefully, for those who squander wastefully are Satan's brothers, and Satan is ever ungrateful to his Lord.
And when you must turn away from them - (that is, from the destitute, the near of kin, the needy, and the wayfarer) - in pursuit of God's Mercy which you expect to receive, then speak to them kindly.

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

اسلام کے بنیادی احکام (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے ہدایات)

- ان آیات میں اسلام کے بنیادی احکام کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں قریبی حاجت مندوں، مسکینوں کے حق کی ادائیگی کا حکم اور انفاق میں فضول خرچی سے روکا گیا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے حق عبادت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بعد **تیسرا حق** ذوی القربیٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ والدین کے رشتے سے جو صلہ رحمی کا رشتہ پھوٹا اسی نے حق قرابت کو جنم دیا، اور اسی قرابت نے ساتھ مل کر ایک خاندان کی بنیاد رکھی۔
- صلہ رحمی خاندانی رشتوں کو مضبوط بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، اسی وجہ سے قرآن اور سنت میں صلہ رحمی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ خاندانی رشتوں کو مضبوط کرکے ہی ایک مضبوط اسلامی معاشرہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر خاندانی رشتے کمزور ہو جائیں تو پورا اسلامی معاشرہ متاثر ہو سکتا ہے۔
- **مال کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر:** انسان کے مال کے بارے میں اسلام نے عام انسانی نقطۂ نظر کو ہی تبدیل کر دیا (A paradigm shift)، یہ بتا کر کہ ہر صاحب مال کے مال میں اس کے قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا بھی **حق** ہے۔ اور یہ محض اخلاقی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس کی ذمہ داری **واجب حق** کی ہے جس کی ادائیگی صاحب مال پر لازمی ہے۔ اگر کوئی شخص اس حق کو ادا نہ کرے گا تو وہ عنداللہ غصبِ حقوق کا مجرم ٹھہرے گا۔
- **اعتدال و کفایت شعاری کی ہدایت:** رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرنے کا حکم کے بعد فضول خرچی کی ممانعت ۔ جب صاحبِ مال کے مال میں معاشرے کے دوسرے افراد کا حق ہے تو اسے بات کی اجازت نہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنا مال بیجا اڑاتا پھرے

وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا ۝٢٦ اِنَّ الۡمُبَذِّرِيۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّيٰطِيۡنِ‌ ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوۡرًا ۝٢٧

- مال کے بارے میں اسلام کے نقطۂ نظر کے بعد تو انسان کا صحیح رویہ یہی ہو سکتا ہے کہ احتیاط و اعتدال اور کفایت شعاری کے ساتھ اپنی جائز ضروریات پر خرچ کرے اور بقیہ مال کے معاملے میں وہ اپنے آپ کو دوسرے حق داروں کا امین سمجھے، اور اس امانت کو نہایت احتیاط کے ساتھ ادا کرے۔
- اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی : اس لیے کہ شیطان کا مشن ہے کہ حق دار کو حق نہ پہنچے، دنیا میں ساری خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں جیسے وہ لوگوں کو اللہ کا حق (بندگی و عبادت) ادا کرنے سے روکتا ہے اسی طرح وہ بندوں کے درمیان بھی ان کے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے سے روکتا ہے جس کے لیے وہ لوگوں کو زیادتی، ظلم و تعدی اور غصبِ حقوق پر اکساتا ہے،

مال کے بارے میں شیطان ایک اور طریقہ یہ اختیار کرتا ہے کہ دولت والوں کو ان کا حلال طریقے سے کمایا ہوا مال ضرورت سے زیادہ اور بے جا خرچ کرنے پر اکساتا ہے۔ یوں ان کے پاس اتنا مال ہی نہیں رہتا کہ وہ ضرورت مندوں پر اپنے مال میں سے کچھ خرچ کر سکیں جو ان کے اوپر غریبوں کا حق ہوتا ہے۔ یوں فضول خرچ لوگ شیطان کے اس مشن میں پوری طرح شریک ہو جاتے ہیں

فضول خرچی شیطان کا ایک حربہ ہے جس کے ذریعے سے وہ صاحب مال کو اس قابل نہیں رکھتا کہ وہ دوسرے ضرورت مندوں کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکے

- فضول خرچی سے مرتب ہونے والے برے نتائج سے امت مسلمہ کو بچانے کے لیے فضول خرچی کی مذمت (ان الفاظ میں)
- فضول خرچی (وسائل کو ضائع کرنا) الٰہی نعمتوں کی ناشکری اور ایک مذموم عمل۔
- اگر انسان ایسی حالت میں ہو کہ وہ رشتہ دار، مساکین اور مسافروں کے مذکورہ بالا حقوق ادا نہ کر سکے تو ان سے وہ نرمی کا رویہ رکھے

اِن قرآنی تعلیمات کی بدولت کیسا معاشرہ وجود میں آیا؟

منشورِ اسلامی کی یہ دفعات صرف انفرادی اخلاقی تعلیمات نہ تھیں

- ✓ آگے چل کر مدینہ طیبہ کے معاشرے اور ریاست میں انہی کی بنیاد پر صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے احکام دیے گئے
- ✓ وصیت اور وراثت اور وقف کے طریقے مقرر کیے گئے
- ✓ یتیموں کے حقوق پر نہ صرف زور دیا گیا بلکہ ان کی حفاظت کا انتظام بھی کیا گیا
- ✓ ہر بستی پر مسافر کا یہ حق قائم کیا گیا کہ کم از کم تین دن تک اس کی ضیافت کی جائے
- ✓ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کا اخلاقی نظام، عملاً ایسا بنایا گیا کہ پورے اجتماعی ماحول میں فیاضی، ہمدردی اور تعاون کی روح جاری وساری ہو گئی
- ✓ مسلمانوں کی فکر مندی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک دوسرے کے گھروں کی پاسداری کرنے لگے۔ اور ہر ممکن طریق سے یہ جاننے کی کوشش کرتے کہ ہمارا کوئی بھائی ضروریات کے ہاتھوں پریشان تو نہیں۔
- ✓ خلفائے راشدین نے ہر شخص کی ضروریات کے لیے اپنے آپ کو کفیل سمجھا اور ہر یتیم اور مسکین اور غریب آدمی کو حق دیا

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا ﴿۳۰﴾

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ - اور نہ بنا اپنے ہاتھ کو

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ - باندھا ہوا اپنی گردن سے

غَلَّ يَغِلُّ ، غِلٌّ : بندھا ہوا ہونا

مَغْلُوْل / مَغْلُوْلَة : بندھا ہوا / ہوئی

عُنُق : گردن (کے لیے عام لفظ)

وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ - اور نہ کھول اس کو بالکل کھلا

بَسَطَ يَبْسُطُ ، بَسْطًا : پھیلانا، بڑھانا، کھول دینا

فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا - کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا حسرت زدہ

قَعَدَ يَقْعُدُ ، قُعُوْدًا بیٹھنا

لَامَ يَلُوْمُ ، لَوْمًا ملامت کرنا

مَلُوْمٌ ملامت کیا ہوا (مفعول)

حَسِرَ يَحْسَرُ ، حَسَرًا.. حسرت ہونا

مَحْسُوْر حسرت زدہ (مفعول)

اِنَّ رَبَّكَ - بیشک تیرا رب ہی

يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ - کشادہ کرتا ہے رزق

لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ - جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)

قَدَرَ يَقْدِرُ ، قَدْرًا رزق تنگ کرنا

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ - بیشک وہ ہے اپنے بندوں (کے حال) سے

قدر کے بنیادی معنی کسی چیز کا اندازہ کرنا، دیکھ بھال کرنا، تدبیر کرنا
اگر یہ لفظ رزق کی طرف منسوب ہو تو مراد رزق کی تنگی ہوتا ہے

خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا - پوری طرح باخبر اور سب کچھ دیکھنے والا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾

نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ، تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے

(vi) Do not keep your hand fastened to your neck nor outspread it, altogether outspread, for you will be left sitting rebuked, destitute.
Certainly Your Lord makes plentiful the provision of whomsoever He wills and straitens it for whomsoever He wills. He is well-aware and is fully observant of all that relates to His servants.

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

توازن - اسلامی نظام زندگی کا بنیادی اصول

- یَدَكَ مَغْلُوْلَةً ... تَبْسُطْهَا - ہاتھ گردن سے باندھنا استعارہ ہے بخل کا اور کھلا چھوڑ دینا سے مراد فضول خرچی ہے
- افراط ہو تفریط، ان دونوں سے اسلامی نظام زندگی کے توازن کے بنیادی اصول میں خلل آتا ہے (خَيرُ الْاُمُورِ اَوْسَطُها)
- سابقہ آیات میں اسراف و تبذیر کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے، یہ اس کے بارے میں صحیح نقطہ اعتدال کی وضاحت کر دی ہے کہ آدمی نہ تو ایسا کرے کہ اتنا بخیل ہو کہ وہ لوگوں کی نظروں سے گر جائے (انسان اگر استطاعت کے باوجود کسی غریب کی امداد کے لیے ہاتھ آگے نہ بڑھائے تو لوگ اسے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے) اور نہ اتنا زیادہ خرچ کرو کہ اس کے بعد بالکل خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو یعنی اگر تم فضول خرچی کروگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مفلس و کنگال ہو جاؤگے اور اپنی معاشی طاقت کو ضائع کر دوگے اور دوسروں کے ادائے حقوق سے قاصر ہو کر رہ جاؤگے
- یہ دفعات بھی محض اخلاقی تعلیم اور انفرادی ہدایات تک محدود نہیں ہیں بلکہ صاف اشارہ اس بات کی طرف کر رہی ہیں۔ کہ ایک صالح معاشرے کو اخلاقی تربیت، اجتماعی دباؤ اور قانونی پابندیوں کے ذریعہ سے بے جا صرف مال کی روک تھام کرنی چاہیے
- آگے چل کر مدینہ طیبہ کی ریاست میں ان دونوں دفعات کے منشاء کی صحیح ترجمانی مختلف عملی طریقوں سے کی گئی۔ ایک طرف فضول خرچی اور عیاشی کی بہت سی صورتوں کو ازروئے قانون حرام کیا گیا۔ دوسری طرف بالواسطہ قانونی تدابیر سے بے جا سرف مال کی روک تھام کی گئی۔ تیسری طرف معاشرتی اصلاح کے ذریعہ سے ان بہت سی رسموں کا خاتمہ کیا گیا جن میں فضول خرچیاں کی جاتی تھیں۔ پھر حکومت کو یہ اختیارات دیے گئے کہ اسراف کی نمایاں صورتوں کو اپنے انتظامی احکام کے ذریعہ سے روک دے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ - اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو

خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ - مفلس ہونے کے خوف سے

خَشْيَة: ایسا ڈر جس میں تعظیم نہ ہو

أملقَ يُملقُ ، إملاقًا: فقیر و محتاج ہونا (۱۷)

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ - ہم ہی رزق دیتے ہیں انھیں بھی

وَ اِيَّاكُمْ - اور تمہیں بھی

اِيَّاكُمْ: تم سب کو ہی

کلمۂ حصر

اِنَّ قَتْلَهُمْ - بیشک ان کا قتل کرنا

كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا - ہے گناہ بہت بڑا۔

خِطْاً: خطا، گناہ، غلطی

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى - اور نہ قریب پھٹکو زنا کے

الزِّنٰی لفظ کی یہ مخصوص قرآنی املاء اہلِ حجاز کی املاء تھی، جبکہ الزناء کی املاء بنی تمیم کی لغت کے مطابق ہے

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً - بیشک وہ ہے بڑی بے حیائی

فَاحِشَة: بے حیائی، ایسی برائی جس کا دوسروں پر اثر پڑتا ہے

وَ سَآءَ سَبِيْلًا - اور بہت ہی بری راہ۔

سَآءَ يَسُوْٓءُ ، سَوْٓءٌ: برا کرنا

سَآءَ: برا

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

وَلَا تَقْتُلُوا -اور نہ قتل کرو

النَّفْسَ الَّتِیْ - اس جان کو جس (کے قتل) کو

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ - حرام ٹھہرایا ہے اللہ نے

حَرَّمَ یُحَرِّمُ ، تَحْرِیْمًا : حرام کرنا

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا - اور جو قتل کیا گیا مظلوم ہوتے ہوئے

فَقَدْ جَعَلْنَا - تو ہم نے بنا دیا ہے

لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا - اس کے ولی کے لیے ایک اختیار

فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ - پس چاہیے کہ نہ حد سے بڑھے وہ قتل کے معاملے میں

اَسْرَفَ یُسْرِفُ ، اِسْرَافًا (IV)
حد سے بڑھنا، زیادتی کرنا

اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا - بے شک وہ مدد دیا ہوا ہے (اس کی مدد کی گئی ہے)

نَصَرَ یَنْصُرُ ، نَصْرًا : مدد کرنا

مَنْصُوْر : مدد کیا گیا (مفعول)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا
﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی در حقیقت اُن کا قتل ایک بڑی خطا ہے

زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ

قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے، پس چاہیے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے، اُس کی مدد کی جائے گی

(vii) Do not kill your children for fear of want. We will provide for them and for you. Surely killing them is a great sin.

(viii) Do not even approach fornication for it is an outrageous act, and an evil way.

(ix) Do not kill any person whom Allah has forbidden to kill,33 except with right.34 We have granted the heir of him who has been wrongfully killed the authority to35 (claim retribution);so let him not exceed in slaying.36 He shall be helped.

محمد اقبال

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

قتلِ اولاد کی ممانعت

- یہ بات بہت اہم ہے کہ قتلِ اولاد کو رزق کے ساتھ جوڑا گیا کیونکہ تاریخی طور پر یہی وہ چیز ہے جو اولاد کے قتل اور تحدیدِ نسل کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی انہی تصورات کو موضوع بنایا
- اس بات سے پہلے فرمایا کہ رزق کے خزانے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔یہ اس کی مشیت ہے جس نے انسانوں میں رزق اور وسائل رزق میں تفاوت اور فضائل درجات رکھے ہیں (ان میں مصنوعی مساوات کی کوشش اللہ تعالیٰ کے نظام میں دخل اندازی کے مترادف ہے)
- جس طرح افراد کو ان کی محنتوں کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کم و بیش رزق عطا فرماتا ہے اسی طرح قوموں میں بھی رزق کی تقسیم اسی پیمانے سے ہوتی ہے۔نہ افراد کو اس غلط فہمی میں مبتلا ہونا چاہیے کہ رزق کے خالق ہم ہیں اور نہ قوموں کو اس گمراہی کا شکار ہونا چاہیے کہ وسائل رزق کے مالک ہم ہیں
- لیکن بدقسمتی سے انسان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اپنے رزق کا بجٹ خود بنانے لگتا ہے اور جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ رزق صرف کمانے والے ہاتھوں سے وجود میں آتا ہے تو وہ ایسے افراد کو ختم کرنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے جن سے کسب واکتساب میں مدد نہیں لی جاسکتی -یہی وہ جہالت ہے جس کی وجہ سے دنیا میں قتلِ اطفال اور اسقاط حمل کے جرائم وجود میں آتے رہے
- نومولد بچیوں کا قتل،اسقاطِ حمل،ضبطِ ولادت، تحدید نسل-اسی جاہلی سوچ کے شاہکار ہیں جن کے پیچھے وہی مشترکہ فکر کہ "اتنے انسانوں کو رزق کہاں سے ملے گا؟" قرآن نے یہاں ان معاشی بنیادوں کو بالکل منہدم کر دیا ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

قرآن کریم نے یہاں ان معاشی بنیادوں کو بالکل منہدم کر دیا ہے

- اللہ تعالٰی نے صاف ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ (اس میں یہ چیز خود بخود شامل ہے کہ یہ قتل محض پیدا ہونے کے بعد کا نہیں بلکہ اس میں اسقاطِ حمل اور منع حمل کی تدابیر بھی شامل ہیں)
- تحدیدِ نسل اور ضبط ولادت کی بین الاقوامی تحریک کے پیچھے مالتھس(Malthus) کے نظریات کارفرما ہیں کہ بہت جلد زمین پر انسانوں کے لیے وسائل ختم ہو جائیں گے اگر آبادی اس رفتار سے بڑھتی رہی............
- لیکن تاریخ نے 1800 سے اکیسویں صدی کے پہلے ربع تک پہنچتے پہنچتے خود ہی مالتھس(Malthus) کے نظریے کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ سن 1800 میں انسانی آبادی ایک ارب تھی اور آج 8 ارب ہے اور آج ہم اُس وقت کی نسبت 10 گنا زیادہ پیداوار حاصل کر رہے ہیں جبکہ اب بھی سینکڑوں گنا زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی گنجائش موجود ہے
- کھانے والوں کو گھٹانے کی کوشش کرنے کی بجائے، وسائل رزق کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے
- "ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی" ان الفاظ کے ذریعہ انسان کے ذہن کو اس معاملہ میں تخریب کے بجائے تعمیر کی طرف موڑا گیا ہے کہ وہ تعمیری مساعی میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کرے جن سے اللہ کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے
- غور کیجئے کہ جو انسان موجود ہیں وہ اپنا رزق کس طرح حاصل کر رہے ہیں۔ وہ اس کو خدا کے فراہم کردہ پیداواری وسائل پر عمل کر کے حاصل کر رہے ہیں۔ یہی طریقہ آئندہ آنے والی نسل کے لیے بھی درست ہے۔ تم کو چاہیے کہ مزید پیدا ہونے والوں کو خدا کے پیداواری وسائل میں مزید عمل کرنے پر لگاؤ نہ کہ خود پیدا ہونے والوں کی آمد کو روکنے لگو۔

وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۳۲﴾

منہیات (Prohibitions) کا بیان

- منہیات میں سب سے پہلے قربت زنا کا ذکر - یہ اس لیے کہ یہ برائی صالح معاشرہ کی جڑ پر کلہاڑا مارنے والی برائی ہے۔ صالح معاشرہ کی بنیاد صالح خاندان پر ہے۔ صالح خاندان صحیح فطری جذبات کے ساتھ صرف اسی صورت میں وجود پذیر ہو سکتا ہے ' 'جب والدین کے ساتھ اولاد کا تعلق صحیح خون، صحیح نسب اور پاکیزہ رحمی رشتہ پر استوار ہو، اگر یہ چیز مفقود ہو جائے تو خاندان نہیں بلکہ فطری و روحانی جذبات و عواطف سے بالکل محروم نا آشنا حیوانات کا ایک گلہ ہے۔ حیوانات کا کوئی گلہ نہ کسی صالح معاشرہ کی بنیاد رکھ سکتا نہ کسی صالح تمدن کا مقدمہ بن سکتا '
- اور یہ محض زنا کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس کی قربت اور اور اس کے محرکات کی بھی ممانعت ہے -اس کے حکم کے مخاطب افراد بھی ہیں، اور معاشرہ بحیثیت مجموعی بھی
- افراد کے لے اس حکم کے معنی یہ ہیں کہ وہ محض فعل زنا ہی سے بچنے پر اکتفا نہ کریں، بلکہ زنا کے مقدمات اور اس کے ان ابتدائی محرکات سے بھی دور رہیں جو اس راستے کی طرف لے جاتے ہیں
- معاشرے کے لیے اس حکم کے معنی یہ ہیں کہ یہ اس کا فرض ہے کہ وہ اجتماعی زندگی میں زنا، محرکاتِ زنا، اور اسبابِ زنا کا سد باب کرے، اور اس غرض کے لیے قانون سے، تعلیم و تربیت سے، اجتماعی ماحول کی اصلاح سے، معاشرتی زندگی کی مناسب تشکیل سے، اور دوسری تمام مؤثر تدابیر سے کام لے۔

وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیۡلًا ﴿۳۲﴾

منشورِ قرآنی کی یہ دفعہ - اسلامی نظام حیات میں کسی تبدیلی کا عنوان بنی؟

- ✓ یہ قرآنی دفعہ اسلامی نظام زندگی کے ایک وسیع باب کی بنیاد بنی۔
- ✓ اس کے منشاء کے مطابق زنا اور تہمت زنا کو فوجداری جرم قرار دیا گیا،
- ✓ پردے کے احکام جاری کیے گئے
- ✓ فواحش کی اشاعت کو سختی کے ساتھ روک دیا گیا
- ✓ شراب اور موسیقی، رقص اور تصاویر پر (جو زنا کے قریب ترین رشتہ دار ہیں) بندشیں لگائی گئیں
- ✓ ایک ایسا ازدواجی قانون بنایا گیا جس سے نکاح آسان ہو گیا اور زنا کے معاشرتی اسباب کی جڑ کٹ گئی۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

قتلِ انسان کی ممانعت

- قتل نفس کے سے پہلے زنا کی حرمت کا ذکر کیا! اللہ کی نگاہ میں کسی انسان کا قتل جو بہت بڑی برائی ہے زنا کی صورت میں کسی عفیفہ کی عفت اور حرمت کا قتل انسان کے قتل سے بھی بڑھ کر ہے !
- قتل اتنا بھیانک جرم ہے کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ ساری دنیا کا چلا جانا اللہ کے نزدیک اس سے اہون ہے کہ ایک مومن کو ناحق قتل کر دیا جائے (لَزَوَال الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللَّهِ من قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ - النسائي)
- قتل نفس سے مراد صرف دوسرے انسان کا قتل ہی نہیں ہے، بلکہ خود اپنے آپ کو قتل کرنا بھی ہے۔ اس لیے کہ نفس، جس کو اللہ نے ذی حرمت ٹھیرایا ہے، اس کی تعریف میں دوسرے نفوس کی طرح انسان کا اپنا نفس بھی داخل ہے۔ لہٰذا جتنا بڑا جرم اور گناہ قتل انسان ہے، اتنا ہی بڑا جرم اور گناہ خود کشی بھی ہے۔
- یہ تصورِ حرمتِ جان بھی اسلام کا ایک امتیاز ہے۔ دیگر دنیاوی معاشروں میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ انسان اپنی جان کا مالک ہے اور اس کو اپنی جان تلف کرنے کا حق اور اختیار ہے، لیکن اس قرآنی تصور کے مطابق یہ جان اللہ کی ملکیت ہے، اور ہم اس کے ختم کرنے کے تو در کنار، اس کے کسی بے جا استعمال کے بھی مجاز نہیں ہیں۔
- بعد میں اسلامی قانون نے قتل بالحق کو صرف پانچ صورتوں میں محدود کر دیا : (۱) قتل عمد کے مجرم سے قصاص، (۲) دین حق کے راستے میں مزاحمت کرنے والوں سے جنگ، (۳) اسلامی حکومت کا باغی، (۴) شادی شدہ زانی مرد/ عورت، (۵) مرتد
- مقتول کے ولی کو سلطان عطا کرنے سے مراد یہاں " حجت " ہے جس کی بنا پر وہ قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس سے اسلامی قانون کا یہ اصول نکلتا ہے کہ قتل کے مقدمے میں اصل مدعی حکومت نہیں بلکہ اولیائے مقتول ہیں، اور وہ قاتل کو معاف کرنے اور قصاص کے بجائے خوں بہا لینے پر راضی ہو سکتے ہیں۔

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوۡفُوا الۡـكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿۳۵﴾

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ - اور نہ قریب جاؤ مال یتیم کے

اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ - مگر اس طریقے سے جو بہترین ہو

حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ - یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوْغٌ : پہنچنا

اَشُدَّ: زور، جوانی

وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ - اور پورا کرو عہد کو

اَوْفٰی يُوْفِیْ ، اِيْفَآءٌ : وعدہ پورا کرنا (١٧)

اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا - بیشک عہد کے بارے میں ہوگی جواب دہی

مَسْئول : جس سے سوال کیا جائے، جواب دہ

وَاَوۡفُوا الۡـكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ - اور پورا بھرو پیمانے کو جب ناپو

اَلْكَيْلَ : غلّے سے پیمانہ بھرنا

كَالَ يَكِيْلُ ، كَيْلًا : ماپنا

وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ - اور وزن کرو سیدھے ترازو سے

وَزَنَ يَزِنُ ، وَزْنًا : وزن کرنا، تولنا

وَ زِنُو میں "وَ" عطف کا

قِسْطَاسِ : ترازو

ذٰ لِكَ خَيۡرٌ - یہ سب سے بہتر (طریقہ) ہے

وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا - اور سب سے بہتر ہے انجام کے لحاظ سے

أَوَّلَ يُئوِّل ، تأويلاً : اصل کی طرف لوٹنا (انجام)

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ ۖ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۝٣٤ وَاَوۡفُوا الۡـكَيۡلَ اِذَا
كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ‌ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ۝٣٥

مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی
پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے

(x) And do not even go near the property of the orphan - except that it be in the best manner - till he attains his maturity.38 (xi) And fulfil the covenant, for you will be called to account regarding the covenant. (xii) Give full measure when you measure, and weigh with even scales.40 That is fair and better in consequence.

محمد اقبال

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ ‌ۖ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۝۳۴ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ‌ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ۝۳۵

مالِ یتیم کی حرمت

- اسلام نے کمزور اور پسماندہ طبقے کو جس طرح اٹھایا اور اس کی حفاظت کی اس میں سب سے زیادہ اہمیت یتیم کو دی گئی۔ جس شدت کے ساتھ زنا اور اس کے محرکات سے روکا ہے اسی شدت کے ساتھ یہ یتیم کے مال میں کسی ناجائز تصرف سے روکا ہے
- فرمایا گیا ہے کہ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو، یعنی یتیم کے مال میں اولیاء کی صرف وہی مداخلت جائز ہے جو اس کی ترقی، اس کی حفاظت اور اس کے نشو و نما کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہو۔ ان سے الگ ہو کر جو تصرف بھی ہو گا وہ خیانت ہے اس لیے کہ یتیم کا مال اولیاء کے ہاتھ میں در حقیقت امانت ہوتا ہے۔
- یہ بھی محض ایک اخلاقی ہدایت نہ تھی بلکہ آگے چل کر جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کے لیے انتظامی اور قانونی، دونوں کی طرح کی تدابیر اختیار کی گئیں جن کی تفصیل ہم کو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ملتی ہے

ایفائے عہد کی ہدایت

- آیت کے دوسرے حصے میں ایفائے عہد کی ہدایت۔ اس ضمن میں تمام عہود میں خیانت سے منع فرمایا اس لیے کہ ہر عہد کی بابت عند اللہ پرسش ہونی ہے۔ اس عہد میں ہر قسم کے عہد شامل ہیں۔ خواہ وہ کسی معاہدے کی صورت میں وجود میں آئے ہوں، یا معاہدے کی شکل میں تو وجود میں نہ آئے ہوں لیکن مادۃً اور عرفاً ان کو عہد ہی سمجھا اور مانا جاتا ہو۔ جس نوعیت کا بھی عہد ہوا گر وہ خلاف شریعت نہیں ہے تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ ۚ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ‌ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿۳۵﴾

- عہد کی پابندی کی ہدایات بھی کوئی انفرادی اخلاقی ہدایت نہیں بلکہ جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو اسی کو پوری قوم کی داخلی اور خارجی سیاست کا سنگ بنیاد ٹھہرایا گیا۔ اسلامی اخلاق میں ڈپلومیسی کے نام پر وعدے کی خلاف ورزی اور جھوٹ بولنے کی کوئی گنجائش نہیں

- سیاستدانوں میں یہ بات عام ہے کہ سیاسی وعدے پورا کرنے کے لیے نہیں ہوتے اور اپنی کہی ہوئی بات سے مکر جانا سیاستدان کا حق ہے۔ لیکن اسلام میں یہ ایک جرم ہے چاہے اس کا ارتکاب کوئی بھی کرے۔ اس لیے جس طرح عہد کی پابندی افراد کے لیے ضروری ٹھہری اسی طرح اسلامی حکومت بھی اس کی پابند رہی اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی اسلامی حکومتیں عہد و پیمان کو نبھاتی رہیں۔

ناپ تول صحیح رکھنے کا حکم

- یہ ایفائے کیل و وزن کی تاکید ہے کہ آپس کے لین دین میں جب کوئی چیز ناپو یا تولو تو ناپ تول میں کوئی خیانت نہ کرو۔ ناپو صحیح پیمانے سے اور تولو ٹھیک ترازو سے

- یہ قرآنی ہدایت بھی جو اسلامی نظام کے وسیع تر تناظر میں ہے محض افراد کے باہمی معاملات تک محدود نہ رہی بلکہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد یہ بات حکومت کے فرائض میں داخل ہو گئی کہ وہ منڈیوں اور بازاروں میں اوزان اور پیمانوں کی نگرانی کریں اور تطفیف کو بزور بند کر دیں۔ پھر اسی سے یہ وسیع اصول اخذ کیا گیا کہ تجارت اور معاشی لین دین میں ہر قسم کی بے ایمانیوں اور حق تلفیوں کا سد باب کرنا حکومت کے فرائض میں سے ہے۔

- اس سورت میں اخلاق و تمدن کے وہ اہم اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنا دعوت محمدی کے پیش نظر تھا گویا یہ اسلام کا منشور تھا جو اسلامی ریاست کے قیام سے ایک سال پہلے اہل عرب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس میں واضح طور پر بتادیا گیا کہ یہ خاکہ ہے جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ملک کی اور پھر پوری انسانیت کی زندگی کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔
- عقائد، اخلاق اور معاشرت میں رہنمائی کے حوالے سے یہ ایک جامع اور کامل سورت ہے

سورۃ بنی اسرائیل - آیات ۲۶ - ۳۵

- ✓ خاندان ایک اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔
- ✓ صلہ رحمی خاندانی رشتوں کو مضبوط بنانے ایک ذریعہ -قرابت داروں کے حقوق اللہ تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں، خاندانی رشتوں کو مضبوط کر کے ہی ایک مضبوط اسلامی معاشرہ بنایا جا سکتا ہے۔
- ✓ والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بعد رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت دیگر معاشرتی حقوق پر ترجیح رکھتی ہے۔
- ✓ مسلمان اپنے معاشرے کے مسائل اور ضروریات کے مد مقابل ذمہ دار ہیں۔
- ✓ وسائل کو ضائع کرنا شیطانی اور مذموم کام ہے۔
- ✓ معاملات خواہ معاشرتی ہوں یا مالی واقتصادی، ان میں توازن -اسلامی نظام زندگی کا بنیادی اصول ہے
- ✓ رشتہ داروں / مساکین کے حق میں مالی ضعف اور مناسب وسائل نہ ہونے کی بناپر انفاق کا ترک کرنا صحیح اور قابل قبول عذر
- ✓ مادی وسائل اور الٰہی نعمتیں اللہ کی ربوبیت کا مظہر اور انسانی ترقی وکمال کے لیے ہیں۔
- ✓ دوسروں پر انفاق اور اپنی ذاتی زندگی میں مال ومتاع کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی کے اصول کی تلقین
- ✓ انسانوں کے رزق میں کمی وبیشی فقط پروردگار کی مرضی ومنشاء پر موقوف ہے۔
- ✓ اولاد کو فقر اور تنگدستی کے خوف سے قتل کرنا ممنوع اور حرام ہے (ضرر اور نقصان کے محض اندیشے کی بناء پر اس سے بچنے کے لیے گناہ اور برائی جائز نہیں ہوتی) —انسانی جان کے قتل کی ممانعت
- ✓ یتیموں کے مال میں ناحق تصرف کی ممانعت —یہ تصرف صرف ان کے مال کی حفاظت اور بڑھوتری کے لیے جائز ہے

اضافی مواد

Reference Material

صلہ رحمی / قطع رحمی

صلہ رحمی

- صلہ رحمی کیا ہے؟ صلہ رحم کی اصطلاح دو الفاظ "صلہ" اور "رَحِم" سے تشکیل پائی ہے صلہ : دو چیزیں آپس میں ملنے کو کہا جاتا ہے۔اور رَحِم ،ماں کے پیٹ میں ہونے والی بچہ دانی کو کہا جاتا ہے۔صلہ رحم ،رشتہ داری کے لئے استعارہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے
- صلۂرَحِم (ر کی زبر اورح کی زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے): رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی،ان کے ساتھ اچھا معاملہ اور حسنِ سلوک کرنا،اسلامی تعلیمات اور اخلاق کے مطابق ان سے رابطہ رکھنے، مدد کرنے اور ان سے ملاقات کرنے صلہ رحمی کہا جاتا ہے
- رَحِم کے رشتہ داروں میں کون شامل ہے؟ رَحم کے رشتوں سے مراد وہ تمام لوگ ہیں (۱) جن میں باہمی نسبی تعلق ہو، یہ رشتے خون اور رَحِم کی نسبت سے وجود میں آتے ہیں، جیسے ماں، باپ، اولاد، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماوں، خالہ، داد، دادی، اور تمام نسبی رشتہ داروں کی اولاد۔
- (۲) سببی رشتے، وہ رشتے جو میاں بیوی اور ان دونوں کے رشتہ داروں کے درمیان کی رشتہ داری سے وجود میں آتے ہیں (بیوی کے لیے شوہر کے نسبی رشتہ دار اور شوہر کے لیے بیوی کے نسبی رشتہ دار)
- یوں اس میں وہ تمام رشتے شامل ہوں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے وارث / محرم ہوں یا نہ ہوں اور یہ نسبی تعلق خواہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے، دور کا رشتہ ہو یا قریب کا۔ان سب کے لیے قرآن کی اصطلاح "اولوالارحام" اور "ذوی القربیٰ" آئی ہے
- قطعہ رحمی : صلہ رحمی کے برعکس،اہلِ قرابت کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کے ساتھ بدسلوکی اور برا معاملہ کرنا قطعہ رحمی ہے جس کی شدید وعید سنائی گئی ہے۔ ” جو لوگ اللہ کے عہد کو اس سے پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں، اور اس (تعلق) کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں“ (سورۃ البقرہ: 27)

صلہ رحمی کی تاکید اور اس کا سبب

- قرآن کریم میں صلہ رحمی کی بہت تاکید آئی ہے جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے
- قرآنِ کریم میں صلہ رحمی کا ذکر ان مقامات پر: سورۃ البقرۃ آیت 83، 188، سورۃ النساء آیت 1، 8، 19، سورۃ المائدہ آیت 106، سورۃ الانعام آیت 153، سورۃ الانفال آیت 41، سورۃ توبہ آیت 83، سورۃ النحل آیت 90، سورۃ بنی اسرائیل آیت 26، سورۃ الروم آیت 38، سورۃ الفاطر آیت 18، سورۃ الحشر آیت 7۔ (قرآن میں اس مضمون کی اتنی بار تکرار اس کی اہمیت کی دلیل)
- اسلام جہاں معاشرے کو گناہوں سے بچانے کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وسیع نظام دیتا ہے، وہاں خاندانوں اور ان کی عمدہ روایات کو تحفظ دینے کے لیے صلہ رحمی کے اُصول کو لازم قرار دیتا ہے۔ اسلامی حکومت ہر فرد کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے اسباب پیدا کرتی ہے۔اس کے بعد رشتہ داروں اور تمام لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صلہ رحمی اور اسلامی اخوت کے جذبے سے محروم طبقے کا دست و بازو بنیں۔ اس طرح ایک صحت مند اور مثبت معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔اس کے برعکس اگر محروم طبقوں کو کسی طرف سے جذبہ خیر سگالی یا تعاون کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو وہ پس کر رہ جاتے ہیں اور جرائم کی دنیا میں قدم رکھ کر معاشرے سے انتقام لیتے ہیں یا پھر مایوسی کا شکار ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں
- اسلام نے باہمی تعاون و تعامل فطری تقاضے کے پیش نظر صلہ رحمی کو دین کا حصہ اور قطع رحمی کرنے والے کی مذمت کی ہے
- اسلام میں صلہ رحمی کی اتنی تاکید کا سبب یہ ہے کہ اقتصادی، انتظامی، اخلاقی اور معنوی لحاظ سے ایک عظیم معاشرے کا قیام، اس کی اصلاح، تقویت، ترویج اور ترقی کے لئے چھوٹے مجموعوں کی اصلاح ضروری ہے جس سے بڑا معاشرہ خود بخود درست ہوگا
- اس حوالے سے اسلام نے ایسے چھوٹے مجموعوں کی اصلاح کا حکم دیا ہے جن کی مدد اور ترقی سے لوگ غافل نہیں ہیں؛ اور صلہ رحمی میں ایسے افراد کی تقویت کا حکم ہوتا ہے جنکا خون ان کی رگوں میں جاری ہے اور ایک ہی گھرانے کے افراد ہیں اور جب یہ گھرانہ اور چھوٹا مجموعہ قوی اور مضبوط ہوگا تو بڑا معاشرہ بھی خود بخود ترقی کے راستے پر گامزن ہوگا۔

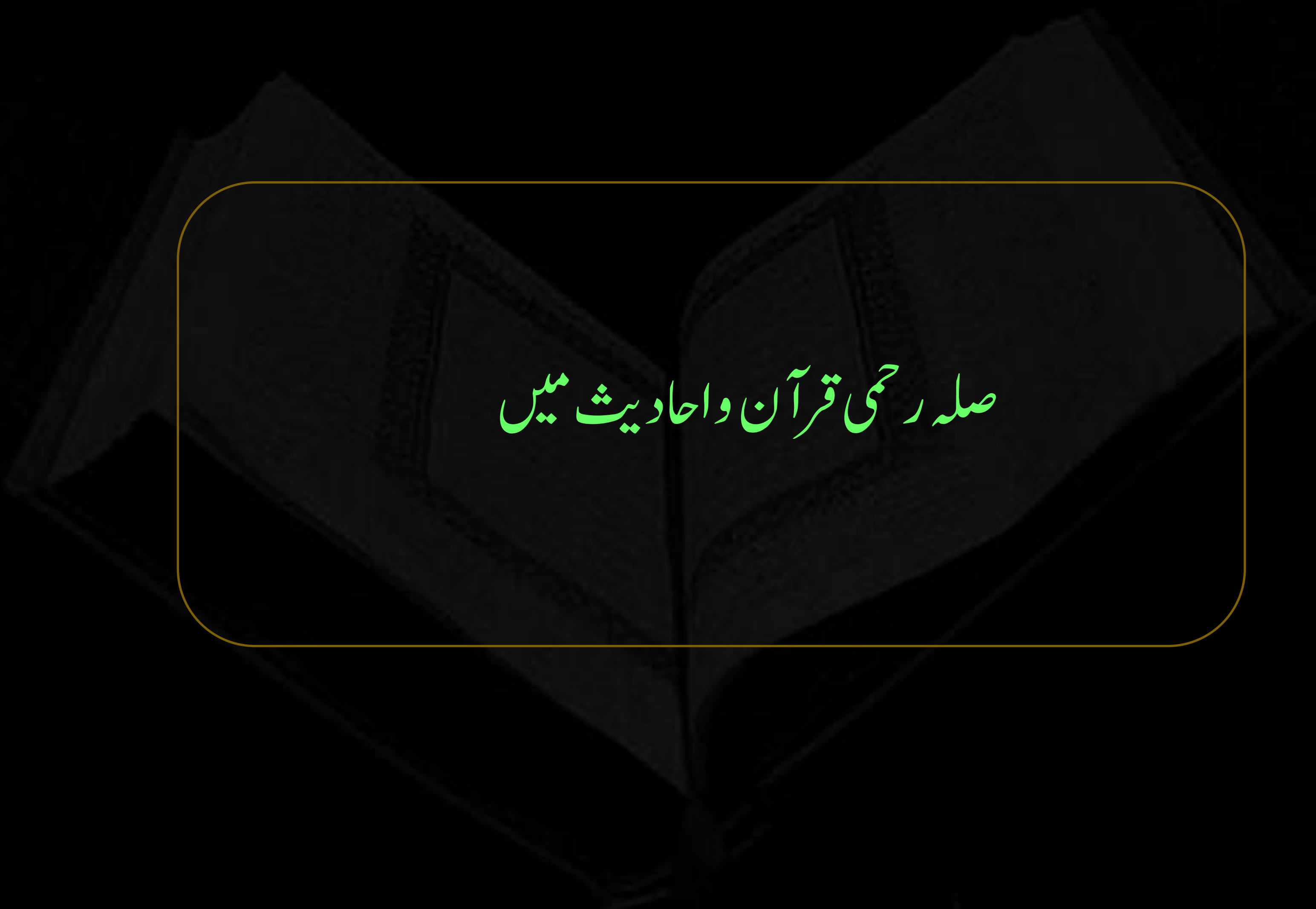

صلہ رحمی قرآن واحادیث میں

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (قرآن کریم میں)

صلہ رحمی اور حساب کے دن کا خوف

- وَٱلَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ ٱلْحِسَابِ — "اور اُن کی روش یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے جن جن روابط کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں برقرار رکھتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے" سورۃ الرعد (21)

قطع رحمی کی سزا

- فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِى ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا أَرْحَامَكُمْ (٢٢) أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَٰرَهُمْ (٢٣) "تو (اے منافقو) اگر تم (پیغمبر کا کہنا) نہ مانو۔(یا تم کو حکومت مل جائے) تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم (جاہلیت کے زمانہ کی طرح پھر) ملک میں دھند مچاؤ گے اور ناطے توڑ و گے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان کو (سچی بات سننے سے) بہرہ کر دیا ہے اور (سیدھا راستہ دیکھنے سے) ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے۔" سورۃ محمد (22-23)

قطع رحمی کرنے والے فاسق ہیں

- وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلْفَٰسِقِينَ (٢٦) ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ (٢٧) " اور گمراہی میں وہ انہی کو مبتلا کرتا ہے، جو فاسق ہیں جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے کاٹتے ہیں، اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں" سورۃ البقرۃ (26-27)

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (قرآن کریم میں)

اہلِ قرابت کا حق

- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ— "اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے" سورۃ النحل (90)

قطع رحمی کی سزا

- فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي ٱلْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا أَرْحَامَكُمْ (٢٢) أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَٰرَهُمْ (٢٣) "تو (اے منافقو) اگر تم (پیغمبر کا کہنا) نہ مانو۔(یا تم کو حکومت مل جائے) تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم (جاہلیت کے زمانہ کی طرح پھر) ملک میں دھند مچاؤ گے اور ناطے توڑو گے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان کو (سچی بات سننے سے) بہرہ کر دیا ہے اور (سیدھا راستہ دیکھنے سے) ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے۔" سورۃ محمد(22-23)

صلہ رحمی اور رضائے الٰہی

- فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ — (اے مومن) رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین و مسافر کو (اُس کا حق) یہ طریقہ بہتر ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوں، اور وہی فلاح پانے والے ہیں" سورۃ الروم (38)

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

صلہ رحمی ایمان کا تقاضا

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" صحيح البخاري (6138) - جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیئے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے

صلہ رحمی سے عمر اور رزق میں اضافہ

- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ له فِي رِزْقِهِ، وأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ, فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ" البخاري (1468) - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے یہ بات پسند ہے کہ اس کا رزق فراخ اور عمر دراز ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے

صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ کا تقرب

- عن أبي هريرة قال: قال رسولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعالى خَلَقَ الخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هَذَا مقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى، قال: فذَلِكَ لَكِ" متفقٌ عَلَيهِ - ''اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوئے تو رحم نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا، اسے میں جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا، اسے میں توڑوں گا۔ کہا: کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اب ایسے ہی ہوگا۔''

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

صلہ رحمی جنت میں داخلے کا بڑا سبب

- أنَّ رجلًا قال: يا نبيَّ اللهِ أخبِرْني بعملٍ يُدخِلُني الجنَّةَ، فقال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: (تعبُدُ اللهَ لا تُشرِكُ به شيئًا وتُقيمُ الصَّلاةَ وتؤتي الزَّكاةَ وتصِلُ الرَّحِمَ" صحيح ابن حبان (3246) - حضرت ابو ایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ دواور صلہ رحمی کرو

قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا

- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ" مسند الإمام أحمد (9902) - حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بنی آدم کے اعمال جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ کے پاس پیش کیئے جاتے ہیں تو آپ قطع رحمی کرنے والے کے عمل کو قبول نہیں کرتے

قطعہ رحمی کی سزا دنیا میں بھی

- عَن أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ ذُنُوبٍ يُؤَخِّرُ اللهُ مِنْهَا مَا شَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا الْبَغْيُ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَوْتِ" سنن ابوداؤد (4902) - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحمی کے علاوہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے۔ ان دونوں عملوں کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ دنیا میں فوراً سزا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی اُنہیں سزا ملے گی

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

صلہ رحمی اللہ سے ملانے اور قطعہ رحمی اللہ سے دور ہونے کا سبب

- عنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ" صحيح مسلم(6519) — "حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے۔ جس نے مجھے ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے کاٹ دے گا"
- عن عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِن عَوف : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : أَنَا اللَّهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّه ." صحيح ابن حبان/أبو داود/والترمذي/وأحمد- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے :اللہ تعالی نے فرمایا: ’’میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمٰن ہوں میں نے رحم (رشتے داری) کو پیدا کیا، میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے، جو اس کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس سے قطع تعلق کرے گا، میں بھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا"

قطعہ رحمی جنت سے محرومی کا باعث

- عن أَبي محمد جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ : أَنَّ رسولَ اللَّه ﷺ قَالَ: " لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعٌ" متفقٌ عَلَيهِ - رسول اللہ نے فرمایا ، قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

آپ ﷺ نبوت سے پہلے بھی صلہ رحمی پر عامل

- جب غارِ حرا میں جبریلؑ نے آکر پہلی وحی آپ ﷺ کو سنائی اور نبوت کا، بار آپ پر ڈالا تو اس کی وجہ سے آپ پر ایک اضطراری کیفیت طاری تھی۔ وہاں سے آپ ﷺ سیدھے گھر تشریف لائے، پورا واقعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا: كَلَّا، أبْشِرْ، فَوَاللَّهِ لا يُخْزِيكَ اللَّهُ أبَدًا؛ إنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وتَصْدُقُ الحَدِيثَ، وتَحْمِلُ الكَلَّ، وتَقْرِي الضَّيْفَ، وتُعِينُ علَى نَوَائِبِ الحَقِّ، " صحيح البخاري "ہر گز نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا۔ کیوں کہ آپ رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں"
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ جب ہرقل نے بلوا بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہمیں نماز، صدقہ، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں "عَن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ" صحيح البخاري (5979)

صلہ رحمی بدلے کی صلہ رحمی کا نام نہیں

- دین اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ مسلمان صرف ان رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں جو ان کے ساتھ بھی صلہ رحمی کریں۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اُن رشتے داروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے، جو ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، " لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا" صحيح البخاري (5991) صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

صلہ رحمی کا مطلب بے جا طرف داری نہیں

- شریعت میں صلہ رحمی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی کی بے جا طرف داری کی جائے، رشتے داروں کی ہر صورت میں حمایت کی جائے، خواہ وہ حق پر نہ ہوں اور ان کی تائید کی جائے خواہ وہ ظالم کیوں نہ ہو۔ دین اسلام اس کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ قرآن مجید میں خاص طور سے اس پر تنبیہہ کی گئی ہے: تَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوىٰ وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الاِثْمِ وَالْعُدْوَان" (المائدہ:۲) "ایک دوسرے کی نیکی اور تقوی میں مدد کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"
- دوسری جگہ ارشاد باری ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ" (النساء: ۱۳۵) "اے ایمان والو! انصاف پر خوب رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو، چاہے وہ تمہارے والدین اور عزیز کے خلاف ہی ہو
- وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ" (الانعام: ۱۵۳) "اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو

صلہ رحمی دہرے اجر کا باعث

- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الصَدَقَةُ عَلٰى المِسْكِيْن صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذى الرَحِمِ ث نْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَة" (ترمذی) "صدقہ مسکین پر صدقہ (ثواب ہے) اور رشتے دار پر کرنے کی وجہ سے دوہرا اجر ملتا ہے۔ ایک صدقہ کرنے کا، دوسرے صلی رحمی کا

صلہ رحمی/قطعہ رحمی (احادیثِ مبارکہ میں)

حالتِ کفر میں بھی (اقارب کے ساتھ) صلہ رحمی کا حکم

- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ" (صحیح مسلم) "سیدہ اسماء ابو بکرؓ کی صاحبزادی نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں ہے کہ وہ مشرکہ ہے) ، کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں۔ آپ ﷺ) نے فرمایا: " ہاں"

والد (یا والدہ) کے مرنے کے بعد ان کے اقارب سے صلہ رحمی

- عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِيفَاءٌ بِعُهُودِهِمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا" (سنن ابی داود/ مسند احمد) "حضرت ابواسید مالک بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی (ﷺ) کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ کے ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت میرے لیے ہے؟ فرمایا ! تم ان کیلئے دعا و استغفار کرو اور ان کی وفات کے بعد ان کے وعدوں کو نبھانا (پورا کرنا) ان کے ملنے والوں کا اعزاز و اکرام کرنا اور ان کے خاص رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا

صلہ رحمی کی صورتیں

صلہ رحمی یعنی رشتے ناتے جوڑنے کی عملی زندگی میں بہت ساری صورتیں ہیں :

- اہل قرابت پر مال خرچ کرنا
- رشتہ دار یتیم کی سرپرستی
- مسکین قرابتداروں کی کفالت
- رشتہ داروں کو تحائف دینا، کھانے کی دعوت پر بلانا، اپنی خوشی/غمی میں شریک کرنا
- ان کی عیادت کرنا/فوت ہونے کی صورت میں جنازے میں شرکت کرنا/تعزیت کرنا
- باہم بدگمانی سے پرہیز کرنا (باہم محبت، اخلاص، اور ہمدردی کا اظہار کرنا)
- ان کی غیبت، چغلی، تمسخر اور استہزاء سے گریز کرنا
- ان سے احسان کرکے جواباً احسان کی روقع نہ رکھنا/احسان نہ جتلانا
- قرابتداروں سے اچھے تعلقات رکھنا/ان سے قطع تعلق نہ کرنا

قطعہ رحمی کی صورتیں

قطعہ رحمی یعنی رشتے ناتے کاٹنے کی عملی زندگی میں بہت ساری صورتیں ہیں :

- رشتہ داروں سے بدگمانی کرنا
- ان کی غیبت کرنا
- چغلی کھانا
- ان سے بدزبانی سے پیش آنا
- بوقتِ ضرورت ان کی مدد نہ کرنا
- رشتے کے مقام اور مرتبے کا لحاظ نہ رکھنا
- ان سے سخت گوئی اور ترش روئی سے پیش آنا
- باہم میل ملاقات نہ رکھنا
- ان کی خوشی اور غم کے مواقع پر شرکت نہ کرنا
- ان کے تحائف/دعوت قبول نہ کرنا
- بیماری میں عیادت نہ کرنا
- حسد کرنا

قاطع رحم (کی سزائیں)

قرآن واحادیث میں قاطع رحم کی کچھ سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے :

- قطعہ رحمی دنیا میں جلد سزا دلانے والا عمل ہے، قاطع رحم کو اسی دنیا میں سزا مل جاتی ہے (اور آخرت میں بھی ملے گی)
- اللہ کی رحمت سے دوری ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، " إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قاطع رحم ہو"قال رسول اللہ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى، قال: فذَلِكَ لَكِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اقرؤوا إِنْ شِئْتُمْ: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ [محمد:22- 23] ۔ متفقٌ عَلَيهِ - حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا حتیٰ کہ جب وہ ان سے فارغ ہو گیا تو رحم نے کھڑے ہو کر کہا : یہ (میرا کھڑا ہونا) اس کا کھڑا ہونا ہے جو قطع رحمی سے پناہ کا طلب گار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ہاں، (اس مقصد کے لیے تمہارا کھڑا ہونا مجھے قبول ہے) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں اسی سے تعلق رکھوں جو تمہارا تعلق جوڑ کر رکھے اور اس سے تعلق توڑ دوں جو تمہارا تعلق توڑ دے؟ "رَحم نے کہا : کیوں نہیں ! (میں راضی ہوں۔) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تمہیں یہ عطا کر دیا گیا۔ "

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھو اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے "اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور ناتوں کو توڑو۔ یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ ان کو بہرا کر دیا (حق بات کے سننے سے) اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کیا غور نہیں کرتے قرآن میں، کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں" [سورۃ محمد:22- 23]

- قاطع رحم کا اندھا، بہرا اور لعنتی ہونا (سورۃ محمد کی مذکورہ بالا آیت کے مطابق)

قطع رحمی کے سزائیں

- قاطع رحم پر اللہ کی لعنت [سورۃ محمد:22- 23]
- قاطع رحم کا آخرت میں ٹھکانا برا ہوگا
- قاطع رحم پر جنت حرام ۔ عن أَبِي محمد جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ : أَنَّ رسولَ اللَّه ﷺ قَالَ: " لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعٌ" متفقٌ عَلَيهِ - رسول اللہ نے فرمایا، قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا
- قاطع رحم کی دعا قبول نہیں ہوتی (طبرانی والبیہقی)
- قاطع رحم کے لیے وعید : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمْ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَکَ مِنْ اللَّهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِکَ صحیح مسلم(6525)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی : اللہ کے رسول (ﷺ) ! میرے (بعض) رشتہ دار ہیں، میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں بردباری کے ساتھ ان سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کا سلوک کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا :

" اگر تم ایسے ہی ہو جیسے تم نے کہا ہے تو تم ان کو جلتی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس روش پر رہو گے، ان کے مقابلے میں اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا۔

قطع رحمی کے اسباب

- **جہالت:** قطع رحمی کا سب سے بڑا سبب شعوری یا لاشعوری جہالت ہے۔ عموماً لوگوں کو اس بارے میں شرعی تعلیمات کی واقفیت نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ صدیوں سے رائج رسوم و رواج پر عمل پیرا ہیں ۔اس ضمن میں قرآن واحادیث کی تعلیمات کو عام کرنا ایک اہم ضرورت ہے
- **دین سے دُوری:** اگر ایمان کمزور ہو اور انسان دینی اُمور کی پرواہ نہ کرے تو اسے قطع رحمی کی سزاؤں کی بھی پرواہ نہیں رہتی اور نہ ہی وہ خوفِ خدا کے تحت رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ کسی سے ملتا بھی ہے یا حسن سلوک کا معاملہ کرتا ہے تو اس کے پیش نظر عموماً دو ہی باتیں ہوتی ہیں یا تو وہ برادری کی رسومات بجالاتا ہے یا ذاتی مفاد مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح پیار و محبت اور خیر خواہی کے جذبات مخصوص رشتہ داروں تک محدود ہو جاتے ہیں اور اسلام کا پیش کردہ صلہ رحمی کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔
- **اخلاقِ رذیلہ:** اخلاق رذیلہ کی بہت سی صورتیں قطع رحمی کا سبب بنتی ہیں مثلاً تکبر واَناپرستی۔ اگر کوئی شخص کسی بڑے دنیاوی منصب پر فائز ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے دولت سے نوازیں تو وہ غریب رشتہ داروں سے چھپتا پھرتا ہے کہ کہیں کوئی کام نہ کہہ دے یا پیسے نہ مانگ لے
- **غربت:** بنیادی طور پر غربت قطع رحمی کا سبب نہیں ہے لیکن ہم نے اسے اہم سبب بنا لیا ہے۔ اس کی وجہ جہالت اور برادری کلچر کی اندھا دھند تقلید ہے۔ ہم نے خوشی اور غمی کے مواقع پر ایسی رسومات اختیار کی ہوئی ہیں جنہیں پورا کرنا غریب آدمی کے بس کی بات نہیں جبکہ ان تمام رسومات کا تعلیمات اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے (ہماری خوشی اور غمی کے مواقع پر غیر اسلامی رسومات اور خود ساختہ انداز اور معیار قطع رحمی کے اسباب بن گئے ہیں۔ ان رسومات سے جان چھڑا کے صلہ رحمی کے زیادہ مواقع پیدا کئے جا سکتے ہیں)